

تفصیل شرح نرخ ادا	ماہوار پیشگی	ماہوار مابعد	ششماہی پیشگی	ششماہی مابعد	سالانہ پیشگی	سالانہ مابعد
عام	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
رؤسا و امرا	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سرکار و والیان ملک	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

حیدر آباد دکن

بہت دیری خشکسالی کی ایسی تھی آخر ان دست آور دوائون نہین۔ دعا وون کو نہ سنکی۔ ۸ رجب کو پانی برس ہی پڑا۔ اہو ہو واللہ کیا جھما جھم اسوقت مینہ پڑرہا ہے دکن کی رعایا کو تو مایوسی ہو چکی تھی دل پر ہاتھ آسمان کی طرف نگاہ تھی۔ مگر اللہ میان نے اونکے رونے کے عوض ابر کو رولا[ان کو] اب تو ملارین اوڑتی ہین سبزے کا نمو ہے کہ سبھا پہاڑ زمردے کے ٹکڑے بن گئے۔ زمین سبز مخمل کا فرش ہو گئی۔ جھیلون پر ہری ہری دوب۔ گلیون مین سبز سبز گھاس۔ نالابون مین مینڈکون کی خا مین خا مین۔ مکانون مین پرنالون کی دھائین دھائین چھت پر پڑ پڑ پڑ پڑ بوندین۔ بادلون کی گرج۔ بجلی کی چمک۔ ابر کہساری کا جھوم جھوم ڈھیکلیان کھاتے ہوئے آنا۔ کاشتکارون کی ہماہمی۔ کھیتون کی سینہ شگافی۔ ایک عالم ہی جدا ہو گیا۔ اب تو عجب نہین کہ جیون کی تانی ہرے۔ پھر غلہ ارزان ہو۔ جناب مولوی مہدی علی صاحب معتمد مدار المہام نے تمامی علاقہ متعلقہ ریل کے حکام کو تار دیا ہے کہ روزانہ بارش کی کیفیت بذریعہ تار سرکار مین بھیجا کرین واقعی سرکار کو بڑی ہی نگرانی تھی۔ بارے الحمد للہ کل ملک مین بارش شروع ہو گئی۔

اعتقادات دیسی	کبھی مستی مین ہم بھی شیشہ لبریز توڑینگے وہ کب دن ہونگے ساقی جبکہ ہم پرہیز توڑینگے
ٹرکی	تمام لیتے ہو جگر اب ہو رہے ہو بیدرد دل نہ دکھا کبھی عاشق کی صدا سنئے اپچلے
یونان از ترکی	لگنے یار جب مسندی عوض لون کج ادائی کا نصیب دشمنان کیا وقت ہے بیدست وپائی کا

دکن پنچ

ہنس ہنس کھائیے چھوہر کا مال

واللہ واہ۔ اب کیا ہے اب تو پانچون گھی مین ہین سر کڑاہی مین ہے۔ [illegible] مزمان خود۔ اس الحمد [illegible]

سکے بھی قربان۔ اے بھئی ہم بھی ہین۔ اوسیان حصہ بخرہ لگانے والے۔ ادھر ادھر ذری یارون کو بھول بنجائیے گا (کان کھڑے کرکے) کون ہے ہے کنے آواز لگائی۔ یہ حصہ بخرہ کیسا۔ کیا کہین روٹیان بٹتی ہین۔ خیرات خانے مین حصے تقسیم ہوتے ہین۔ یا مجلس کے حصے کی پکار ہے۔ بھئی واہ شاباش ہے کیا بات کو بھلایا ہے اپنے اور بیٹھے ہی نہین گویا کسی اور سے کہہ رہے ہین۔ سنیے بندہ پرور۔ بندہ علم غیب تو جانتا نہین۔ مجھے پہیلیان چیستان۔ بوجھنے کا مرض نہین۔ اگر کچھ خلاصہ بتائیے تو سمجھ مین آوے۔ اور اسکے موافق جواب دیا جاوے۔ اور یون تو آپ جانیے ہم سا تار ترکی کی حیثیت درست کرتے ہین ہمہ تن مصروف ہین۔ ہمین زمین آسمان کی خبر نہین۔

بس بس حضرت یہی تو انجناب کا بھی مطلب ہے۔ کہ اگر ترکی کے حصے مین مال و دولت کا بھی نام ہو تو کیا حرج (بہت کھل کھلا کر ہنس کے) اوہو ہو ہو۔ اب کیا کہنا ہے۔ اب تو سلامتی سے بٹے بڑے وارث ہو چلے۔ آمادے کی بھی ایک ہی کہی۔ آخر سونے کی رہ گیا۔ صرف بیٹھے دیکھ رہے ہین کہ ترکی پر لاوارث مال کی طرح دست درازیان ہو رہی ہین۔ یار لوگ سلطنت کا سر تا بسر تاپے اوٹھتے ہین۔ جو جسکے ہاتھ لگا لے بھاگا۔ کوئی تو گردن ہتھیا کے رفو ہوا۔ کوئی ٹنگری لے چلتا ہوا۔ کسی نے دوست بنکر بازو اوڑا دیے۔ کسی کے بال پر ہی ہاتھ آئے۔ آسٹریا باسینا ہرزیگوینا لے مرا۔ انگلینڈ صاحب قبرس پر قابض ہو سرویا بل مونٹی نیگرو کی تحدید کی تجدید ہوئی۔ فارس نے قطور پایا۔ اور روس کا کیا کہنا اوسین کی تو سب باٹر ہی بیٹے تھے جو نہ ملتا وہ کم تھا۔ پھر بھلی ہمنے بھی اپنا حصے وار کیا تو کون گناہ کیا۔

بنارس

شاہ اودھ پنچ۔ یا اللہ ہے۔ آؤ آؤ آتا آدا! یار اللہ۔ کہو کیا خبر ہے۔ اخبر و بر تو کچھ بھی نہین۔ آپ بھلا ہم غریبون کی کب خبر لیتے ہین۔ سنیے تو اوبلی آنہی کے آنکھون کے سامنے خبرون کا اچار ڈالدیا۔ جنمین سیر کیسے ذری مصالحہ کچا نہ رہنے دیکھیے تو سہی کیسی مزے دار خبرین نکلتی ہین کہ بس رکھتے ہی آپ کو خود اپنی خبر نہو۔ ایسی لذیذ جیسے چاشنی دار اچار کی پھانک۔ یہان تو یہی سے منہ مین پانی بھر آیا۔ اسے اسے اسے اسے۔ بس بس خاموش کیب کی بات۔ (رجب ہو) ایسا نہو کہ نامراد کسان آپ کو ابر کا ٹکڑا سمجھ کر پکڑ لیجائین۔ بھئی ہم تو نہین مانتے۔ جو کچھ بچی کچی ہو ہمین سنا دو۔ لے اچھا اب عجیب خبر سنیے۔

ساری دنیا مین بارش ہوئی اور بنارس مین مرا بادل بھی نہ نظر آیا۔ شہر کے باہر باہر چارون طرف ہوتے اور بیچ مین بالکل سوکھا ڈالدیا۔ جو کہنے پانی رنگ ذرگ گرج کے کنے سے شعلے نکلے۔ پیچھے سال استغاثہ ہمارا شہر ہی جزیرہ ہو رہا ہے۔ مگر تعجب ہے کہ سیکھ دیوتا کاشی سے پاک مقام اور سعید صاحب کے قریب آکرے گنگا نہانے کیسے بچھر جاتے ہین۔ شاید طواف ہی کرلینا ثواب سمجھتے ہین۔ بار نہ چھوٹنے کی نیت ہو۔ بار یہ تو ہاتھ کے سوکھے ڈرتے ہین۔ ایسی برسات پر بجلی گرے کہ ہفتون سے ابر میلا آسمان اور برسنے کے نام خاک بھی نہین۔ امساک باران اینونیون سے بھی بڑھ گیا دیوتون نے ایسا شہر کا گھیر کر لیا کہ ذرا بھی نہ پسیجے۔ پانی کے بیے شہر اودن گھڑے جل بھی ٹپرلے۔ شہر والون مین تمام دن بے آب و دانہ آنکھین بند کیے بت بنے دست بستہ کھڑے رہے کچھ فائدہ نہوا۔ حضرت ایک چادر آسنے کے بیچے کسی چادرے لونڈے کو سے کر شادی کرادیجئے کہ بنارس کا نام آج سے بگڑ ارس رکھا گیا۔ اور یہان والے پانی سے اب ہاتھ دھو بیٹھے۔ اسی ابر کو کفن کی چادر سمجھ کر بے گور و کفن سر پیٹیے بیچارے۔ خدانے چاہا تو اس گرمی مین سر دو بچہ ہستی سے کنارہ کر جائینگے۔

کل انجناب نے اناج کی منڈی مین سرگشتی کی تو ایک اور مژدہ اوڑا لائے۔ کیا۔ سارے اجناس ایک ایک سیر اور گھٹ گئے۔ اب فرمائیے کیا کرین۔ بنیون کے ساتھ ہر اونڈہائی چانول پکائے۔ کبھی



انگریزی اور روسی قرارداد

لڑکا۔ " آہاہا۔ کیون۔ انہین پالسی کون سی ہے۔ یہ چھین جھپٹ والی (تصویر) یا خوشامد کی ؟

تماشہ دکہانے والا " میان لڑکے جسکو تم سمجھو یہ تمہارا۔ جو تمہارا جی چاہے "

دال نہیں گلنے کی۔ چھاتی پر مونگ دلنا اسیکو
کہتے ہیں۔ کہ گھاٹ جدا کریں اور ناکون چنے چبوا
چبوا دیں۔ پر بولنے کی مجال نہیں۔ کیا اندھیر ہے۔
مسور کے دال میں گلنے کا پتا۔ اللہ ری بیباکی۔
نہ ہو پھر ٹرانزل بھر شرم۔

خیر۔ تو کچھ بھی بات نہیں۔ اب جاری سرکاری فیاضی اور رعایا پروری کو بھی ذرا ملاحظہ فرمایئے کسی عنوان سے سخاوت کا دروازہ کھلا ہے۔ بیچارے بے دست و پا۔ لنگڑے۔ لولے۔ اندھے۔ اپاہج۔ جو کام کرنے سے معذور ہیں۔ روز صبح کو کچہری پاتے ہیں؎۔ مفت بیٹھے کھاتے ہیں ہمارے خیر مجسم فیاض صاحب مجسٹریٹ بہادر بہ نفس نفیس تکلیف فرما کر خود بٹواتے ہیں۔ اور قحط زدوں کے لیے جھیلیان پر تالاب کی کھدوائی جاری ہے اور اسکے لیے دس ہزار روپیہ منظور بھی ہو گیا۔ بھلا بتلایئے ایسی کون سرکار ہے۔ اور جگہ بھی قحط پڑا کرتا ہے۔ آدمی کو آدمی کھاتا ہے۔ بادشاہ بیٹھا مزے اوڑاتا ہے۔ روس کو اپنے پیٹ کی فکر پڑی کہ ہزار جان سے لالے۔ پیر خود درما شفاعت کرا کے ترکی و آسٹریا کو حصہ بٹانے کی آ پڑی۔ شاہ ایران کو سیر یوروپ کی فکر پڑی۔ کابل کو روپیہ کا لالچ۔ فرانس کو وضعداری سے کام۔ رعایا کی خبر اونکی بلا جانے۔

بس اب جنت بندہ تو یاد ہو گا اس کے باغ میں رانگ دیکھنے جاتا ہے۔ تو اچھا ایک بات اور بتلائے جایئے ذرا آسے پیر بخش صاحب ڈپٹی کلکٹر کہاں چلدیے۔ ارے یار یہ نہ پوچھو۔ یہی ہماری بدقسمتی ہے کہ ایسا بے طرفدار اور بے لوث حاکم ہم سے چھینگیا بیٹھے رہو تو بنارس او جاڑ کرکے بستی چلدیے۔ وہاں سے فارغ ہو کر الہ آباد جائیں گے۔ یہ اونکی لیاقت کا باعث ہے کہ گورنمنٹ اونکو کاہائے خاص اور اہم پر مامور کرتی ہے۔ اب کوئی ہزار آئے۔ مگر ایسے کہاں۔

اچھا خدا حافظ۔

ز بنارس پنچ

؎ لکھین کچہری کہا تا ہو بحالہ شدہ سے رہیں شندل۔

قانون اور اوسکی دُم ترمیم

حکما کا قول ہے کہ انسان زندگی شروع کرتے ہی مرنے لگتا ہے۔ یہ کیونکر؟ یہ اسطرح کہ بچے کی جان پڑی۔ قوت جسم میں ترقی ہو چلی۔ اور تازہ چیزیں پیدا ہونے لگیں۔ اب اگر سب قائم رہیں تو سمائیں کہاں۔ لامحالہ پرانی چیزیں زائل ہونی شروع ہوئیں جسطرح تازے پھول کھلے پرانے مرجھا کر چل بسے۔

بس یہی صورت قانون کی ہے۔ ادھر بل لیجس لیٹو کونسل میں پاس ہوا۔ اور ادھر ترمیم کا لگا لگا۔ کل ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۷۸ء پاس ہوا ہے اب گنج ترمیم کا مسودہ پیش ہو گیا۔ کیوں نہ ہو یہی انصاف کی بات ہے اگر ترمیم تنسیخ کی کاٹ چھانٹ نہ ہے تو آخر لیجس لیٹیو کونسل کے ممبر بیٹھے بیٹھے کریں کیا۔ عادت چھوٹ جائے۔ زنگ لگے۔ مورچہ پکڑے۔ پھر اگر موقع پڑ جائے گند ہو گیا تو بڑی دقت پڑی۔ اس سے قانون کیطرح پھیر بدل ہی اچھا۔ اور قانون بے ترمیم کے تو ناقص ہے۔ سبب کیا ہے؟ ناقص کہتے ہیں دم کٹے کو۔ اور ترمیم قانون کی دم ہے۔ پس بے ترمیم کے قانون دم کٹا۔

چٹکلے

ٹمس کے کارسپانڈنٹ واشنگٹن فرماتے ہیں کہ تین سال سے معاملات یوروپ میں پیچیدگی پڑی ہے۔ اب سلجھ جانے کی امید کو ترقی ہے۔ واہ مشکل آنست کہ ہر روز تیرے بیم۔ اس کانگرس نے تو بہت بڑی گتھی کھولدی۔

زلف رسا سے ہم کمر کا پتا ملا
عشاق کو زنبد صنم سے ندا ملا

سنتے ہیں ہندوستانی فوج جو مالٹا گئی ہے شدت سے شرابخوار ہو گئی۔ اور اوسیطرح بدمست ہو کر بے عنوانیاں کرتی پھرتی ہے جیسے یہاں گورے۔

تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک مولوی صاحب ولایت کی زیارت کو گئے تھے وہ گردن مروڑی مرغی حلال سمجھنے لگے۔ اب یہ فوج شرابخوار ہو گئی۔ آخا یہ آج معلوم ہوا کہ قصور کسیکا نہیں صرف سمندر کی آب و ہوا کی تاثیر ہے۔

کم خرچ بالانشین

سنیے۔ رفتہ رفتہ ایجاد و اختراع نے اتنی ترقی کی یہانتک کہ امریکہ کے ایک ڈاکٹر صاحب نے لیڈیوں کیواسطے کاغذی پوشاک بنا ڈالی۔ سنتے ہیں سستی اور خوب اتنی ہے صرف ایک ڈالر کو آتی ہے۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ آگ مطلق اثر نہیں کرتی۔ ہاں پانی سے جوڑ کھل جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک روز موجد صاحب کی بی بی یہ پوشاک پہنے گئی تھیں۔ لوگوں نے بہت تعریف کی مگر مین گریال میں غل ہوا۔ کہ ایک گلاس پانی کا گر پڑا۔ سب جوڑ کھلنے لگے۔ دیکھا یہ پوشاک کو بیٹھے جوڑی تھی۔ اب ڈاکٹر صاحب جو نام لگانا چاہتے ہیں ہمارے نزدیک جناب ڈاکٹر صاحب کی میم صاحبہ کو سب طرحکے تجربے ہو لیں تب تک کوئی لیڈی یہ خرید نہ کریں۔

چینی لوگ چلے ہیں لیلے مجنوں کی نئی بلا لانے ہیں۔
پر جانے عاشق تن پارہ ان کو شاید نصیب ہو۔

ایک ہندوستانی صاحب جو آج کل لندن میں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ سنکر کہ حضور قیصر ہند ہندوستانی فوج کو ملاحظہ کے واسطے لندن طلب فرماتے ہیں۔ یہ دلیل نہ بلانے کی پیش کرتے ہیں۔ کہ جن یوروپین افسروں کے وہ ہمیشہ ماتحت رہے تھے جب اونکی قوم کے لوگوں کو دیکھینگے۔ ذلیل۔ خوار۔ جیب کترا۔ اور شرابی گیر پائینگے اور بعض عورتوں کو بدمست دیکھینگی تو کیا کہیں گے۔

ہمکو بڑی حیرت ہے کہ صاحب بہادر تو ہندوستان ایسے لوگوں میں رہتے ہیں اونکو کیا فکر ہے۔ اچھے برے ہر جگہ ہوتے ہیں۔ یہاں بھی انگلستان کو کوئی بادشاہ یا فرشتہ نہیں سمجھتا۔

یہی ہندوستانی فوج جب سے سرکار نے بلوائی ہیں مگر صاحب لوگ دوڑ کر ہاتھ پکڑنے کو ہیں ... اپنے ہندوستان کو تشریف لیجیے آپ کی طینت کا حال تو بھی سے معلوم ہو گیا۔

چھٹا سبق

مدت کے بعد آج دکھائی ہے یا جمال
اچھا تو ہے مزاج مبارک حضور کا۔

س ش ۔ آیئے آیئے ۔ ماسٹر صاحب آیئے آیئے ۔ تو یہ بولی بولی ۔ ا ۔ جی حضرت بسم اللہ میں آداب بجا لاتا ہوں ۔ ا ۔ ماشہ برابر کے رگڈ مارننگ ویری) ۔ س ش پیچھے پڑ گئے کمال دائرہ پھر وہی ۔ دیکھیے ابھی مجھ سے دیسی زبان میں بات چیت کیجیے میری زبان ابھی اس لائق نہیں بولی پر قادر نہیں ۔ ا ۔ افسوس ہم جانتا ہے تم لوگ ہزار برس تک بھی دو حرف کے مالک (مرافق) رہے گا کچھ کام کا بات نہیں کرتا ۔ دیکھو جیسا دیس ویسا بھیس ۔ س ش نہیں بنانے کو نکیے رشیاں تک کا یا پلٹ ۔ انگریزی پڑھیں سا یا پہنیں ۔ اور میں نے تو گر میاں آتے ہی آپکی وضع شریف اختیار کی بالکل قدم بقدم چر گٹ کی قطع بنالی ۔ سو انگ بنا لال ٹوپی والا کھاتا ہوں ۔ ا ۔ پھر کیا برائی کا بات کم خرچ بالا نشین دو جوڑا کپڑا ساری عمر کو بھی ایک سنڈا بوٹ زندگی بھر کو کافی ۔ (بلکہ چالیس دن قبر پر بھی رہتا ہے) عزت آبرو کی سے میں ۔ جدھر جاؤ انگشت نما نہیں کو لوگ دیکھیں ۔ س ش ۔ جی ہاں اسی خیال سے اتنا تو ہوئی دوسرے آپکی پیروی ۔ لیکن گفتگو انداز نہیں بدلتا ۔ کمبخت پرانی عادت ایسی پڑی ہوی ہے کہ کچھ بنائے نہیں بنتا اور جو کبھی کچھ بسر کرتے ہیں ۔ تو کچھ کا کچھ بے تکا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے جی شرماتا ہے ۔

ا ۔ آئی ہو ۔ کچھ ہی کیوں نہو تم بے تکا کا خیال نہ کرو ۔ ہمارے نزدیک بہتر ہے کہ اسی کے پراکٹس (مشق) کرو ہوتے جلتے ہی مالک ہو لو ۔ س ش بہت بہتر بشرط زندگی دیکھا جائے گا ۔ اب میرا سبق رہا جاتا ہے ایک تو یونہی چھٹیاں اڑا گئیں ۔ آج جو آپ کے دیدار نصیب ہوئے تو یہ ذل جانے اور سننے لگے اب بتایئے دیانت کے کیا معنے ۔ ا سنو صاحب پہلے عہد شاہی میں دیانت نام ایک خواجہ سرا تھا دوسرے آج کل نہیں بعضی فصل میں ایک میوہ پیدا ہوتا ہے بد ذایقہ کسی مصرف کا نہیں ۔ نہ کھٹا نہ میٹھا ۔ نام ہی نام ۔ جیسے بوڑھے لڈو نہ زبان پر نہیں رکھے جاتے تیسرے ایک کمبخت مین ہولی بجالی ہیں آباد کی رہنے والی ۔ دیانت بروزن حماقت ۔ مبتلاے آفت گرفتار مصیبت سراپا وحشت ۔ افلاس کی بدولت بےآرام راحت بیزار روقت محنت مشقت سے بصد ذلت ومشقت بسر اوقات کی صورت کرتی ہیں ۔ لیکن بری گت ۔ اپنے اعمالوں کی شامت سے لت پت اوجھٹ عبارت کیا بیان امانت کے خاندان کا سلسلہ ہے) سبب کیا ایک تو عادت دوسرے لحیرے پن کے بدولت تیسرے اعمالوں کی شامت ۔ غرض کہ ہمیشہ سے یہ دستور کہ جسکے چار پیسے بے مانگے نوراً آموا سے لیے ۔ کہانے پینے کی چیز ہوی اگر کسینے رکھوا دی تو جون کی تون رکھی رہی ۔ بے حساب روپے کی ڈھیریوں پر گئیں اور خالی ہاتھوں پلٹ آئیں ۔ (بدنصیب) آخر نا بکجا ۔ رفتہ رفتہ دیوالہ نکل گیا ۔ بے آدمی کنوئیں خالی ہو جاتے ہیں ۔ ایک کچا ٹھا پاس نہ رہا ۔ پھر بات کون پوچھتا جدھر گئیں دُر دُر پھٹ پھٹ ۔ وقت بے زمانہ بے کچھ ۔ بیچ میں ایک ایک کا منہ تکنے لگیں ۔ جب عسرت کا حال ہوا اور زمانے کا حال بے ڈھنگ کیا تو دیانت حقیقت ساتھ اپنی بڑی بہن بی خیانت کو اطلاع کی کہ باجی میری تو جان اور کاروبار سخت خطر ہے اونہیں بہن کے انتہا کا رنج ہوا اور انہیں اپنے پاس طلب کیا جب سامنے گئیں تو بہت سی لعنت ملامت کرکے گھر کا ٹھکرا ۔ پانی سا پتلا کیا گر سے نکالا موت میں ڈالا ۔ یہی کوی شغل نہیں ۔ دل ہی دل میں قائل ہو میں ۔ توبہ کی رنج میں طمانچے مارے کان پکڑے اونہیں مٹھیں قسم کھائی کہ آئندہ کبھی ایسی تقصیر نہو گی اور اگر ہوا تو کبھی ایسی حرکت صادر ہو تو جو چور کا حال وہ میرا حال ۔ پہلے ستا اس قیل و قال کے بعد ہنسی خوشی میں چاق چہکتے رہنے لگیں ۔ علاوہ ازیں (رو یا) یعنی مہر و محبت ۔

س ش ۔ ہاں جیسا محبت الفت کے معنے بھی پوچھنے ہیں ۔

ا ۔ ابھی شہر و بنار نگے (رویا) یعنی چراغ بندی یا میں جیسا کا تجربہ دار دی آ) لفظ شہور (رو یا) بشدد تو یہ دربار بچا اور تاب کے متعلق میں بھی مستعمل ہے (رتّت) کوئی لفظ نہیں رتّت ہی بالکل معدوم (رقوم) ہی رتّت اسنے جینے تنگے روپیہ جیسے کیا کچھ نہیں کیا ملتوکا باغی منکو النفسی کا کام لیا اور زبانکی اوٹ بھی ستنگ کر کے گیا بستر میں شش شاہانہ میں سے شہرت جا ۔ ان بیچ جنگل کا رخ کیا اکثر ادس رونق شہر میں بشہر ہی کا سناسا ہے دیانت پر لعنت ذرا سی بھی آنکھ ہم دے خیانت ہم رحمت اللہ تو کچھ باقی ۔ مختصر طور پر تو اسی کی تحقیقات میں ہر کس و ناکس پھر کبھی کہو نگا ۔ س ش ۔ ماشاء اللہ سلامتی جان کی دو گھڑی سے حضور نہ جانے فرماتے ہیں پھر قوت دماغی کیا پوچھنا آپکی بات تو بڑی ہی ہو رہی ہے کہ جتنا سنیو بھی بگڑی جاتی ہے ا ۔ پس معلوم ہوا انشاء اللہ اور دانی کیا خوب بات کی تعریف ہوی ۔ بلکہ یہ پوچھو تو دو کوڑی کا بات کردی بیٹھے سے اُنکا مشرکی بات اور سے بھی ۔ لو کہ یہی بات زمانہ میں تازہ تازہ گر کے پھولوں کا شیرہ میسر نکالا گیا ہے جہاں تک کہ کام نہیں میں کچھ ہوں تو نیا انگریزی تمام زمانہ بانی اگر مختصر طور پر بیان ہو تو سمجھ میں کیونکر آئے ۔ س ش ۔ نہایت جیسا مناسب جانیے اب فرمایئے (مروت) کیا چیز ہے اور کے کیا معنے ہوتے ہیں ا ۔ چیز ویز تو میں نہیں جانتا مگر بڑے بڑے سے یہی سنا کہ خانہ مروت خراب ہے ۔ خدا اس کا نام ہی نہ لو دیکھو کھڑی بھر کی ہیر و تو اچھی خاصی عذاب میں جان پڑ جاتی ہے یہاں تو بہت اسے دور ہی دور بھاگتے ہوے کبھی اسکا نہیں کیا فائدہ کیا محض فضول خالی آنکھوں کی سیل اور کچھ حاصل وصول ۔ علاوہ اسکے جتنے اچھے لوگ ہیں وہ اس سے الگ تھلگ رہے ۔ یہاں تک کہ ہمسفر کی خاص الخاص یہی خصلت ہے کبھی کسی کی مروت نہیں کرتے ۔ پھر ہما شما کس گنتی شمار میں ہیں ۔ اب کہیے کچھ اور کہوں ۔

س ش ۔ جی نہیں بس میں اپنی سزا کو پہونچ گیا ۔ زیادہ دماغ نہ چاٹیے اور مہربانی فرما کے (الفت محبت) کے معنے بتایئے ا اجی یہ ۔ اب تو ہماری زبان میں کاٹنے پڑنگے ۔ میرا حال پتلا ہو گیا ۔ پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں ۔ چھوٹی آنتیں بڑی آنتوں کو کھائے جاتی ہیں ۔ حاضری کا وقت آگیا ۔ اور یہ کہانی ۔ کل سویرے سے آکر ہم بیان کرینگے ۔

برلن سے روایت ہے کہ پچھلے ہفتے میں شہزادہ گورونگاف پرنس بسمارک کی ملاقات کو تشریف لے گئے جب رخصت ہونے لگے تو بسمارک کا شتا او نپر جا پڑا بارے خیر ہوی کہ آقا کی مداخلت سے ادسو قت چپ ہو گیا ۔ دیکھیے گورو رسگ اب آپ بھی کچھ سمجھتے ہیں یا نہیں ۔

مبارکباد

ابی مولانا اودھ پنچ صاحب۔ باران رحمت ونزع رحمت کی مبارکباد بھیجتی ہے اسکو جلدی سے چھاپ دیجیے۔ میری جان بلب ہو رہی ہے۔ آپکی بدولت اس مبارکباد کے لگا کر دو چار روپے کما لینگے۔

دوہا

ڈوبل گئی ساری پریشانی مبارک ہووے
کیا ہی موقع پہ گرا پانی مبارک ہووے
مفلسو فاقہ کشو خوش ہو کہ قسمت جاگی
اب ہے ہر چیز کی ارزانی مبارک ہووے
ہو رہی پانی کی تھی خوشہ گندم واللہ
روزی و رزق کی بارانی مبارک ہووے
آتش ڈاکہ زنی بجھ گئی پانی پڑتے
مر گئی چیونٹیوں کی بھی نانی مبارک ہووے
باغ دل میں ہوے سر سبز نہال امید
بدلی آبادی سے ویرانی مبارک ہووے
دانے دانے کو دیا قحط نے ترسا سبکو
ہاں مبادا نیا پانی مبارک ہووے
مثل ارگن طرب افزا ہے صدا مینڈک کی
جھینگروں کی بھی خوش الحانی مبارک ہووے
جان کا خوف ہے سبھی مال بچا لیتے ہے
دونوں چیزوں کی نگہبانی مبارک ہووے

راقم
ح۔ ب۔ فروغ [illegible]

[illegible] نونہار ساقین گلگوں لبے پیرہنیر

[illegible] مرزا۔ — صاحب خانہ
شیخ [illegible] آورد صاحب۔ — مصاحب
مرزا مشر گشت۔ — ملاقاتی
لالہ رائے بہادر۔ — دیوان
قدرو۔ — خدمتگار
بخشو — خدمتگار
رحیم [illegible]۔ — قدیم زرخرید غلام
سیوتی۔ — قدیم زرخرید لونڈی

حصہ اول

(وقت تگہ پہر) صاحب خانہ اندر سے برآمد ہوئے

شیخ (مودب) آداب بجا لاتا ہوں۔

مرزا۔ (مودب) مجرا عرض ہے۔

لالہ۔ آداب عرض ہے۔

صاحب خانہ۔ اہا۔ مرزا صاحب۔ واللہ آج دن بھر کہاں رہے۔ کہو تو کیا شہر کی خبریں ہیں۔ جبتک تمہارے منہ سے نہیں سن لیتے لاکھ کوئی کہے مگر خبر کا یقین نہیں آتا۔ بات یہ ہے کہ ہیں تو ایک ہی گھر کے آدمی۔ کوئی محلہ کوئی گلی۔ ایسی نہیں جہاں تمہارے قدوم میمنت لزوم نہ جاتے ہوں۔

مرزا۔ ہاں حضور مرض ہی ایسا پڑ گیا کہ بے دو چار جگہ گئے طبیعت نہیں مطمئن ہوتی جبتک تھوڑا بہت چل نہ لوں۔ الحضور کھانا نہیں ہضم ہوتا۔ میں بڑا حیران ہوں جو لوگ تھلے کے ہوشیار۔ بستر فرش بنے بیٹھے رہتے ہیں اونکا جی کیونکر بہلتا ہے۔ یہاں تو جب سے ہوش سنبھالا ہے خدا جھوٹ نہ بلائے کوئی دن ایسا ہی کمبخت گذرا ہوگا کہ گھر میں دن بھر قید پڑے رہے ہوں۔ ہاں بیماری کا البتہ ذکر نہیں۔

شیخ ۔ یہ نہ کہو سیکڑوں بندہ خدا ہیں جو جیتے میں کہیں بیٹھ گئے تو بیٹھے گئے نہیں کہیں آنا نہ جانا۔

مرزا۔ گھر حوالات۔ مکان جیلخانہ۔

شیخ (چین بجبین ہو کر) بات سنو۔ کھیلی بازی ہر موقع پر اچھی نہیں۔ میں گذارش کروں .....

لالہ۔ نہیں نہیں یہ تو اپنے اپنے محاورے کی بات ہے۔ اس بات میں مباحثے کی حاجت کیا۔

صاحب خانہ۔ اجی ہوگا بھی۔ کہاں کی بات کہاں لگا دی۔ ہاں مرزا کچھ ادھر ادھر کی گپ شپ سناؤ۔

مرزا۔ حضور کیا عرض کروں۔ شہر میں کچھ جان تو خبریں پیدا ہوں۔ خلقت تو پیٹ کو مر رہی ہے۔ ایک عالم میں سناٹا پھیلا ہے۔ یہی شہر تھا کہ رات بھر چہکے چہچہے اڑتے تھے اب جدھر نکل جاتے مجلس کے زمانے کی گت بنت۔ دوکانیں صد ہا بند۔ اے اور ہو اور۔ انہوں۔ مڑک چاندنی کی قسمیں دیکھی کل یک بہ شہر کے نشہ پانی والے لوگ ہزار داستان کی طرح چہک رہے تھے آج خالی پنجرے کی طرح ویران ہیں اس مہنگی نے مار ڈالا۔ اب سکت باقی نہیں۔

غضب خدا کا روپیہ کا آٹھ نو سیر آٹا بک گیا۔ حضور۔ غلام کے تو ہوش میں کوئی مہنگی ایسی نہیں پڑی۔ خلقت ایک ایک دانے کو ترس گئی۔ اچھے اچھے گھر بگڑ گئے۔ باپ کو اگر چار دانے مل گئے بیٹے کو نہیں پوچھتا۔ جورو کو اگر ٹکڑا روٹی ملی وہ خاوند کو نہیں پوچھتی۔ زمانہ ہے کہ پڑا شوب ہو رہا ہے۔ سیکڑوں لاکھوں فقیر نکل پڑے۔ کہیں کیا پیٹ بری بلا ہے۔ جو نہ کرائے تھوڑا ہے۔ اولاد سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ اوس تک کو بیچ ڈالا۔ صد ہا لڑکے لڑکیاں بک گئیں۔ بلکہ بعضے ماں باپ نے تو ہنسی خوشی یونہیں حوالے کر دیے کہ چلو ہاتھ سے انکی پرورش سے جان چھوٹی۔ اپنا پیٹ کسی نہ کسی طرح سے پال لینگے۔ جہاں کہیں یہ بکے ہیں گے وہ پیٹ بھر روٹی تو دے گا۔ جہاں رہیں خوش رہیں زندہ رہیں۔ جی چین۔

لالہ۔ آپ لڑکے لیے پھرتے ہیں۔ موتیں تک [illegible] نے سخت دے دے ڈالے۔

مرزا۔ سیکڑوں لڑکی لڑکا سرکاری خیراتخانے میں موجود ہے۔ سرکار آخر کہاں تک کھلائے۔ عام حکم ہے کہ جسکا جی چاہے خیراتخانے سے لیجائے پرورش کرے۔

صاحب خانہ۔ ارے تمنے تو مرزا دو کھینچیاں کی جنکے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ہائے کوئی اس لگے اور یہی اس انگریزی میں انسان کی بیع و شرا جائز نہیں بلکہ بڑا جرم ہے۔ اور یوں بھی جو کوئی لونڈی غلام رکھتا جان کا عذاب خرید کرتا ہے۔ ہم غمخواری تو نجبر و شر ناچار ہیں مگر وہ حضرت کچھ عرب ہی والے خوب لونڈی غلام رکھتے ہیں۔ اپنے برابر کھلاتے ہیں۔ پہناتے ہیں۔ بھلا یہاں کہاں۔ یہاں کام لینے کو آدمی ہیں روکھی سوکھی جو ملی وہ ہو اوسکی۔ مرزا صاحب